سفرِ سرزمینِ بابل ونینوی............

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت

یہ دن بھی خیریت سے گزر گیا اگلے روز فجر کی نماز حضرت شیخ کی مسجد میں ادا کی۔ بعد ازاں شارع سعدون پر واقع بابل سینما کے قریب کویت ایئرویز کے دفتر سے مسقط کے لئے سیٹ بک کروانے گیا۔ سیٹ ۱۱ نومبر کی ملی جبکہ ویزا، ۱۰ نومبر کو ختم ہونے جارہا ہے۔ واضح رہے کہ عراقی حکومت کے موجودہ قانون کے مطابق ۱۵ دن کے زیارتی ویزے (Visit visa) کے حامل مسافر کے لئے ۱۴ چودھویں روز عراق سے نکل جانا ضروری ہے میرا چودھواں روز ۱۰ نومبر کو مکمل ہورہا تھا جبکہ عراقی ائیرویز اور کویت ایئرویز دونوں کی کوئی فلائیٹ اس روز کویت سے مسقط کے لئے دستیاب نہ تھی چنانچہ مزید یہاں ٹھہرنے کے لئے ویزا میں توسیع ضروری تھی، اس مشکل کو حل کرنے کے لئے عراقی ائیرویز نے ایک لیٹر ویزا (اقامہ) آفس کے نام دیا تاکہ ضروری کارروائی ہوسکے یہ لیٹر ویزا ختم ہونے سے دوروز قبل یعنی ۸ نومبر کو لے کر ویزا آفس میں جمع کرانا ہوگا تاکہ ویزا کی مدت بڑھ سکے۔

آج مغرب بعد موصل جانے کا ارادہ ہے جہاں تاریخی مقامات اور انبیاء وصلحاء کرام کے مزارات بھی ہیں چنانچہ بعد مغرب بغداد شریف کے ریلوے اسٹیشن جانا ہوا جو ہمارے ہاں کے ریلوے اسٹیشنز سے خاصا مختلف تھا۔ بغداد شریف کا ریلوے اسٹیشن بہت خوبصورت ہے یہاں سے نہ صرف اندرون عراق کے لئے ریل گاڑیاں چلتی ہیں بلکہ انٹرنیشنل ریلوے بھی یہاں موجود ہے اور ترکی، شام، عمان اردن کے لئے بھی ٹرینیں چلتی ہیں۔ ان دنوں جنگی حالات کے پیش نظر انٹرنیشنل ٹرینیں نہیں چل رہیں۔ مجھے موصل کی ٹرین میں سوار ہونا تھا اور معلومات کے کاؤنٹر سے معلوم ہوا کہ موصل جانے والی آخری ٹرین رات کو ۹:۳۵ پر بغداد شریف سے روانہ ہوتی ہے۔ میں نے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدا۔ یہاں ریلوے میں دو درجے ہوتے ہیں۔ اکانومی کلاس (درجہ عامہ سیاحیۃ) اور درجہ اولی یا (منام) فرسٹ کلاس سلیپر۔ عام کلاس کے ڈبے میں صرف بیٹھنے کی نشستیں ہوتی ہیں جو کہ ہوائی جہاز کی سیٹوں کی طرح آرام دہ ہیں جبکہ فرسٹ کلاس یا درجہ منام میں سونے کے لئے برتھ ہوتے ہیں۔

☆ یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا ☆ (فقہی ضابطہ)

بغدادشریف سے موصل ۱۱ گھنٹے کی ٹرینی مسافت پر ہے اور کرایہ عام کلاس کا صرف ڈیڑھ دینار اور فرسٹ کلاس (منام) کا صرف پانچ دینار ہے۔ میں اپنی ذات پر خرچ کرنے کے حوالہ سے ذرا بخیل واقع ہوا ہوں ارادہ اکانومی کلاس میں سفر کرنے کا تھا مگر مجھے دربار غوثیہ سے فرسٹ کلاس میں سفر کرنے کا حکم ایک خادم کے ذریعہ ملا تھا لہٰذا میں نے درجہ اولی (فرسٹ کلاس) کا ٹکٹ خریدا۔ ہوا یوں کہ جب مزار شریف حضرت شیخ سے اسٹیشن کے لئے روانگی کا وقت آیا تو چاہا کہ جناب سجادہ نشین صاحب سے ایک ملاقات اور کرلوں، اور دربار پر سلام بھی پیش کرتا چلوں، مزار شریف حاضر ہوا تو وہاں موجود باباجی نے فرمایا سفر فرسٹ کلاس سے کرنا بہتر ہے...... ریل ہمارے ملک میں بھی چلتی ہے مگر ہمارے ہاں اور یہاں کے نظام ریلوے میں بہت فرق ہے۔ گاڑی پلیٹ فارم پر صرف نصف گھنٹہ پہلے آکر لگی۔ اور ٹرین کے پلیٹ فارم پر لگنے سے ۳۰ منٹ قبل تک مسافروں کو پلیٹ فارم پر نہیں جانے دیا گیا۔ بلکہ پلیٹ فارم سے ملحق مسافر خانے یعنی انتظار گاہ میں مہمانوں کی طرح بٹھایا گیا۔ پلیٹ فارم کی طرف جانے والے گیٹ بند تھے۔ ۹ بجے گیٹ کھلے اور ہم انتظار گاہ سے پلیٹ فارم پر پہنچے۔

کوئی بھگدڑ نہیں، کوئی بدنظمی نہیں نہ ہی کسی کو یہ پریشانی اٹھانے کی ضرورت کہ اس کی سیٹ جس ڈبے میں ہے وہ آگے ہے یا پیچھے۔ ڈبے کا نمبر کیا ہے اور وہ کہاں ہے۔ پلیٹ فارم پر ہر ڈبے کے سامنے ایک بورڈ (سٹینڈ) رکھا گیا ہے جس پر لکھا ہے (مقصورہ جلوس رقم) یا (مقصورہ منام رقم) یعنی بیٹھنے کا ڈبہ نمبر یا سونے کا ڈبہ نمبر۔ اور ریل کے ڈبوں پر چاک سے نہیں بلکہ پرنٹنڈ نمبر لگے ہوئے ہیں اور وہی نمبر ٹکٹ پر بھی لکھے جاتے ہیں۔ اس لئے مسافروں کو اپنا ڈبہ اور اپنی سیٹ تلاش کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ میں اس ملک میں ایک اجنبی ہوں مگر میں نے اپنے ٹکٹ پر لکھا ہوا ڈبہ نمبر اور سیٹ نمبر بڑی ہی آسانی سے بغیر کسی سے پوچھے بغیر پریشان ہوئے اور کسی قلی کی منت سماجت کے بھی بغیر تین منٹ میں تلاش کرلیا۔ یہ یہاں کے عمدہ نظام کی ایک مثال ہے۔ ٹرین میں بارہ یا تیرہ ڈبے تھے مجھے صحیح گنتی یاد نہیں رہی تاہم ۱۲ سے کم کسی صورت نہیں تھے۔ ٹرین کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور آٹومیٹک نظام کے تحت کھلتے اور بند ہوتے تھے۔ یہاں کوئی خان صاحب کسی دروازے کے اندر اپنے صندوق یا گٹھڑیاں رکھ کر اندر سے دروازہ بند نہیں کرسکتے دروازے بند کرنے اور کھولنے کا نظام ڈرائیور کے پاس ہے۔ فرسٹ کلاس کے باہر کے دروازے سے ڈبے میں

داخل ہوں تو ایک اور دروازہ ہے جو اس گیلری کا ہے جس میں الگ الگ چار چار بیڈ والے (دو اوپر دو نیچے) کمرے ہیں۔ یہ دروازہ خود کار طریقے سے (automatically) کھلتا اور بند ہوتا ہے آپ اس کے سامنے پہنچیں یہ خود بخود کھل جائے گا آپ آگے گزر جائیں یہ بند ہو جائے گا۔ پھر ہر کمرے (Cabin) کا الگ دروازہ ہے جو ہاتھ سے کھولا اور بند کیا جاتا ہے۔ کمرہ (Cabin) کیا ہے کسی فائیو اسٹار 5-star ہوٹل کے کمرے سے کم نہیں۔ زمین پر قالین بچھا ہے اور برتھ پر نہایت نفیس قسم کا بستر لگا ہوا ہے۔ میں نے بمبئی کے تاج محل۔ کراچی کے شیرٹن، اسلام آباد اور لاہور کے PC اور جدہ کے ریڈ سی پیلیس ہوٹل کے علاوہ دنیا کے متعدد ہوٹلوں میں قیام کیا ہے مگر جو پرآسائش بیڈ بغداد شریف کی ریل گاڑی میں ہے وہ ان ہوٹلوں سے کیا کم ہوگا۔ بغداد شریف وعراق میں ریل سے سفر کرنے کے لئے آپ کو بھاری بھرکم بستر، کمبل یا کوٹ ساتھ اٹھا کر چلنے کی ضرورت نہیں یہاں ہر چیز صاف ستھری اور بہترین حالت میں آپ کو ریلوے کی طرف سے مہیا ملے گی۔ (اب نہیں معلوم ملتی ہے یا نہیں۔ ۲۰۱۲ء) میں اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ میرے ڈبے کا نمبر ۲۳۱ اور کمرے کا نمبر ے ہے۔ ابھی اندر بیٹھ کر دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ کسی نے روم کا دروازہ باہر سے کھٹکھٹایا یہ میرے ہم سفر تھے۔ جن کی سیٹ اسی روم میں تھی یہ ایک عراقی تھے اور ان کا نام طارق تھا۔ بڑے ہی اخلاق سے ملے اور سامنے والی برتھ پر انہوں نے اپنا مختصر سا سامان رکھ لیا۔ چند منٹ اور گزرے ہوں گے کہ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں سمجھا تیسرا مسافر آیا ہوگا مگر اب کے ایک نوجوان ہاتھ میں ٹھنڈے پانی کی بوتل اور گلاس لیئے ہوئے داخل ہوا یہ عراق ریلوے کا ملازم تھا اس نے واجبی آداب کے بعد شیشے کا گلاس اور پانی کی بوتل کمرے میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی ٹیبل پر رکھ دیا جو غالباً اسی کام کے لئے ہے۔ پھر اس نے کھانے کے بارے میں پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے۔ مگر ہم دونوں کا کھانے کا موڈ نہیں تھا۔ اپنے وقتِ مقررہ ۹:۳۵ پر جی ہاں ٹھیک ۹:۳۵ پر ٹرین نے وِسل دیا اور پلیٹ فارم سے سوئے منزل روانہ ہوگئی۔ میرے ساتھی نے کچھ تعارفی باتیں مجھ سے اور کچھ میں نے ان سے پوچھیں میرے ہم سفر کو میرے عربی لب ولہجہ میں بات کرنے سے تعجب ہوا، اور اس نے دو تین بار یہ سوال دہرایا کہ آپ عراق میں کب سے مقیم ہیں، میں نے ہر بار یہی جواب دیا کہ گزشتہ ایک ہفتہ سے مگر اسے جیسے یقین نہ آیا ہو، کمرے میں اے سی چل رہا تھا اور باہر ہلکی ہلکی بارش بوندا باندی کی شکل میں شروع ہو چکی تھی جس کا مطلب ہے باہر کا موسم بھی خاصا خوشگوار تھا مگر چونکہ یہاں آپ ٹرین میں لگے ہوئے شیشے

کھول نہیں سکتے اس لئے باہر کے درجہ حرارت کا کچھ صحیح پتہ نہیں چل سکا، تاہم بغداد شریف اسٹیشن پر موسم بہت اچھا تھا اور معمول سے کچھ زیادہ ٹھنڈ تھی۔ میرے ہم سفر ذرا سی دیر مجھ سے بات چیت کرنے کے بعد یہ کہہ کر بستر پر دراز ہوگئے کہ آپ بھی سوجائیں تاکہ صبح نماز کے لئے اٹھ سکیں۔کوئی آدھ گھنٹہ گزرا ہوگا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔میں نے دروازہ کھولا تو یہ ٹکٹ چیکر صاحب تھے انہوں نے سلام کے بعد بڑی ہی محبت سے یہ کہہ کر ٹکٹ طلب کئے...... **عفوا تذاکرکم ؟**...... یعنی Your tickets please ہم نے دکھادئے اور یہ ٹکٹ پنچ punch کرکے سلام کرکے چلے گئے اور پھر موصل تک کوئی چیکر نہیں آیا۔ورنہ پاکستان میں سفر کرتے تو چیکروں، چکر بازوں، چائے والوں اور بوتل والوں، ریوڑی اور مونگ پھلی والوں نے سونا حرام کردیا ہوتا۔رات بھر کوئی نہیں آیا حتی کہ وہ بھی نہیں آئی جس کا شدت سے انتظار تھا،........... نہ جانے کیوں اس نے اس قدر انتظار کرایا، بے چین رکھا، اور سفر میں بھی ذرا لحاظ نہ کیا........... یعنی نیند........... رات آنکھوں میں کٹی، سپیدہ سحر نمودار ہوا، نماز کی تیاری ہوئی، فجر کے بعد کوئی گھنٹہ بھر کو آنکھ لگی ہوگی۔مگر جیسے ہی وصل نوم نصیب ہوا اسٹیشن آگیا، ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ٹرین موصل پہنچی اور میں اتر کر سیدھا پیدل پیدل حضرت نبی شیث علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوا۔ابن آدم حضرت شیث علیہ السلام کا روضہ شریف ریلوے اسٹیشن سے کوئی پندرہ منٹ پیدل کا راستہ ہے۔شیث کے معنی اللہ کے نام ہبہ شدہ کے ہوتے ہیں، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے بموجب جن انبیاء علیہ السلام کو آسمانی صحیفے عطا ہوئے ان میں حضرت شیث علیہ السلام بھی شامل ہیں اور پچاس صحیفے انہیں بارگاہ ایزدی سے عطا ہونے کی روایات ملتی ہیں ....اور یہ بھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کے یہی صاحبزادے جانشین ہوئے......

موصل کے ریلوے اسٹیشن کے باہر چوک میں عثمان الموصلی کا مجسمہ نصب ہے یہ موصل کا عظیم شاعر گزرا ہے۔حضرت شیث علیہ السلام کا مزار شریف جامع (مسجد) شیث کے اندر بائیں ہاتھ پر ایک بڑے ہال نما کمرے میں ہے جس کی چابی مسجد کے خادم کے پاس رہتی ہے۔فاتحہ شریف پڑھی مرقدِ مبارک کی زیارت یہ جان کر کی کہ نبی اللہ، اپنی شان اور اللہ کی عطا کردہ عظمت کے مطابق اپنی مرقدِ مبارک میں زندہ ہیں......اور یہ شعر زبان دل پہ آنے لگا...........

مرا زندہ پندار چوں خویشتن   من آیم بجاں گر تو آئی بتن

اسی دوران یہ خیال آیا کہ مساجد کے ساتھ مزارات یا مزارات کے ساتھ مساجد کا یہاں عراق، اور ادھر شام اور مصر میں بڑا رواج نظر آیا اور یہ آج سے نہیں برس ہا برس سے ہے شاید وہاں کبھی کسی نے اس کو خلاف شرع نہ گردانا ہو ورنہ ادھر اپنے وطن میں تو اس پر وقفہ وقفہ سے گولہ باری کی طرح فتوی بازی ہوتی رہتی ہے ....ناشتہ کی فکر دامنگیر ہوئی مسجد سے نکل کر ایک تنور والے کی دکان پر پہنچا۔ جسے یہاں ف کی پیش سے فرن (Furn) کہا جاتا ہے.....یہ کردی نان بائی کی دکان ہے دو نوجوان لڑکے تنور نما الیکٹرک یا گیس والی بھٹی پر قیمے والے پراٹھے پکا کر فروخت کر رہے تھے۔ میں نے دو روٹیاں کھائیں مگر جب ثمن (قیمت) ادا کرنے کے لئے دینار ان کی طرف بڑھائے تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ زائر (Visitor) ہیں اور ہمارے مہمان ہیں۔ بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ مان جائیں مگر انہوں نے تو قسم ہی کھالی کہ وہ پیسے نہیں لیں گے اسے میری خوش خیالی کہئے یا ضعیف الاعتقادی قرار دیجئے میں یہ سمجھا کہ حضرت شیث علیہ السلام کی طرف سے میری یہ ناشتے کی دعوت تھی۔ اور میرے لب پہ بے ساختہ یہ الفاظ جاری ہوگئے، شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را..........معاً میں ان کے اس رویے کو اپنے رویوں کے مقابل رکھ کر یہ بھی سوچنے لگا اگر یہ غیر ملکی میرے ملک آئے ہوتے اور ان کی جگہ میں ہوتا تو میں اپنے پراٹھوں کے نرخ روپوں کی بجائے ڈالرز میں طلب کرتا اور وہ بھی قیمت بڑھا کر..........

ناشتہ کے بعد ایک ٹیکسی پکڑی اور اس سے موصل میں موجود تمام مقاماتِ مقدسہ وزیارات پر لے جانے کی بات کی، دس دینار میں معاملہ طے ہوگیا چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام کے روضہ مبارکہ سے سیدھے حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کے در اقدس پر پہنچے یہ مقام ایک پہاڑی پر ہے اور مزار شریف سے جلال ٹپکتا ہے یہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر آیا ہے اور جنہیں مچھلی نے اپنی آغوش میں لے کر بحکم الٰہی دریا میں ڈوبنے سے بچا لیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ..........اللہ رب العزت نے آپ کو موصل میں آباد قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا، آپ ایک طویل عرصہ تک قوم کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور شرک وبت پرستی سے باز رکھنے کی کوشش فرماتے رہے..........مگر قوم کا مزاج بدل کے نہ دیا تو رنجیدہ ہوگئے..........اور اللہ کی بارگاہ میں نافرمانوں پر نزول عذاب کا وعدہ پورا کرنے کی التجا پیش کردی..........بس پھر کیا تھا..........حکم ہوا انہیں بتادو کہ تین دن میں عذاب آیا چاہتا ہے۔قوم کے سرداروں نے مل کر طے کیا کہ اگر تیسرے دن تک یہ

☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆

یہاں رہے تو عذاب نہیں آئے گا اور اگر چلے گئے تو عذاب آئے گا...... حضرت یونس علیہ السلام قوم سے ناراض ہوکر رات کو شہر سے چلے گئے۔اب تو قوم کو یقین ہوگیا کہ عذاب آکر رہے گا......... چنانچہ انہوں نے توبہ کرنے اور حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لانے کے لئے حضرت یونس کی تلاش شروع کی .... جب تلاش کے باوجود انہیں نہ پایا تو ایک کھلے میدان میں نکل کر سب آہ وزاری اور توبہ میں مشغول ہوئے ...... اللہ رب العزت نے ان کی توبہ قبول کی اور عذاب ٹل گیا.......... (تفصیلات کے لئے دیکھئے تفاسیر قرآن کریم)

قرآن خوانی وتسلیمات کے بعد مسجد میں دورکعتیں ادا کیں اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر دجلہ کے کنارے اس جگہ پہنچے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مقام خضر ہے۔البتہ اسے مقام خضر کہے جانے کی وجہ کسی کو بھی معلوم نہیں بعض لوگوں نے بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت خضر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تھی .... واللہ تعالیٰ اعلم .... قرآن کریم نے اسے سمندر ی علاقہ ظاہر کیا ہے، کیونکہ لفظ بحر منقول ہے .... **فلما بلغ مجمع بینهما نسیا حوتهما فاتخذ سبیله فی البحر سربا**............. ادھر اس علاقہ کے رہنے والے اسی جگہ کو مجمع البحرین قرار دینے پر مصر ہیں .... ہم نے وہاں ایک مسجد دیکھی جس پر لکھا ہے جامع الخضر مسجد کا نام مسجد جامع المجاهدین اور جامع الخضر ہے۔مفسرین ومؤرخین نے اس کے بارے میں متعدد اقوال ذکر کئے ہیں، کہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کی ملاقات کی جگہ مجمع البحرین ہے یعنی دو سمندروں یا دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ، بعض نے کہا یہ فارس وروم کے دریاؤں کا سنگم تھا، بعض نے کہا یہ طنجہ میں ہے بعض نے افریقہ اور بعض نے اندلس کے دریا مراد لئے ہیں .... جیسا کہ محیط میں ابن حبان نے ذکر کیا ہے......... علامہ قرطبی نے تفسیر قرطبی میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں .... اور کسی قول کو ترجیح نہیں دی جاسکی.......... تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ دجلہ وفرات کے ملنے کی جگہ قرآنی مجمع البحرین بہر حال نہیں.......... یہاں سے اللہ کے ایک اور نبی حضرت نبی جرجیس علیہ السلام کے روضے پر حاضری کے ارادہ سے روانہ ہوگیا........ آپ کا مزار شریف ایک بازار میں مسجد نبی جرجیس کے اندر ایک قدیم گنبد وقدیم عمارت میں ہے مسجد کے اندر جا کر ایک سیڑھی نیچے اترتی ہے اور قبر شریف نیچے ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ موصل کا موجودہ شہر قدیم موصل کے کھنڈرات کے اوپر تعمیر ہوا ہے جبھی تو مزار شریف گہرائی میں ہے۔یہاں فاتحہ خوانی وتسلیمات کے بعد وہ تاریخی مسجد ومینار دیکھنے گئے جسے

مشہور عادل و بزرگ بادشاہ نورالدین زنگی نے تعمیر کروایا تھا۔نورالدین زنگی سے کون واقف نہیں یہ وہ عظیم عاشق رسول بادشاہ ہے جسے حضورﷺ نے ایک بڑے کام کے لئے منتخب کیا تھا یہاں طوالت کے خوف سے اس واقعہ اور امر کے ذکر سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔یہاں موجود مسجد کا نام جامع الکبیر النوری ہے۔مینار کو مینارہ حدباء بھی کہا جاتا تھا (یعنی جھکا ہوا)۔بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ مینار محمدی ہے اور نبی ﷺ کے معراج پر جانے کی رات احتراماً جھک گیا تھا اسی لئے ابھی تک جھکا ہوا ہے مگر یہ روایت من گھڑت اور جھوٹی ہے کیونکہ یہ مینارہ حضورﷺ کے وصال کے کئی سال بعد نورالدین زنگی کے عہد میں تعمیر کیا گیا۔اسی مسجد کے امام صاحب نے مسجد کو مسجد نوری کہے جانے کی وجہ بھی بتائی جو یہ ہے کہ نورالدین زنگی کی خدمات کے اعتراف میں اس مسجد کو نورالدین زنگی کے نام سے موسوم کیا گیا۔نورالدین زنگی کا مزار شام میں ہے۔اور اس کا تذکرہ ہم اپنے سفر شام میں کر آئے ہیں...............(جاری ہے..........)

WOULD YOU LIKE TO KNOW SOMETHING ABOUT ISLAM ?

By : Mohammad M. Ahmed

Really a book that tells you everything about Islam being criticized in the western society.

The book that clears up the misconceptions and misunderstandings about Islam.

The book bridges the gap between Muslims & Non Muslims.

Published by: Crescent Book Inc. P.O.Box 786Wingdale NY 12594-1435 www.crescesnt-books.com

E.mail: info@crescent-books.com